آزادی — جمہوریت — مساوات

منشور

جموں کشمیر پیپلز نیشنل پارٹی

JKPNP

جموں کشمیر پیپلز نیشنل پارٹی

(JKPNP)

منشور جموں کشمیر پیپلز نیشنل پارٹی (JKPNP)

ابتدائیہ:

جموں کشمیر پیپلز نیشنل پارٹی کا قیام 10 اپریل 1985 کو عمل میں آیا۔اس عرصے کے دوران پارٹی کو بہت مشکلات سے گزرنا پڑا ہے اور آئندہ بھی پارٹی کو کافی پیچ وخم سے گزر کر کامیابی حاصل کرنی ہے۔پارٹی ریاست جموں کشمیر میں ایک آزاد، جمہوری، غیر استحصالی اور خوشحال معاشرے کے قیام جیسے عظیم مقاصد کے لیے جدوجہد کر رہی ہے اس لیے پارٹی مشکلات، پریشانیوں اور قربانیوں سے نہیں گھبراتی۔پارٹی کا کام گوناگوں مشکلات کے باوجود آگے بڑھ رہا ہے اور پارٹی ملک کے اندر اور باہر ہر لحاظ سے منظّم اور مضبوط ہو رہی ہے۔جموں کشمیر پیپلز نیشنل پارٹی نے جو اعلیٰ مقاصد اپنے سامنے رکھے ہیں ان کو عملی جامہ پہنانے کے لیے محنت کشوں، غریب عوام الناس عورتوں اور طلبہ کے ساتھ قریبی روابط قائم کیے ہیں اور مختلف محاذوں پر اپنا کام شروع کر رکھا ہے۔پارٹی عوام کی سیاسی ونظریاتی تربیت کا فریضہ ادا کر رہی ہے اور ریاست جموں کشمیر کے عوام کو آزادی کی جدوجہد کے لیے منظّم کرنے کی کوشش جاری رکھے ہوئے ہے۔

لیکن پارٹی کو عوام میں جڑیں پکڑنے، محبّ وطن اور انقلابی قوتوں کو منظّم ومتحد کرنے کیلئے ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے تا کہ ہمارے وطن کی انقلابی تحریک دھرتی کے اپنے خمیر سے اٹھ سکے۔

میں ہر شخص کام کرے اور اپنی صلاحیت، محنت اور کام کی بنیاد پر معاوضہ حاصل کرے۔جس معاشرہ میں کوئی کسی پر ظلم نہ کرے، دوسرے کی محنت کا استحصال نہ کرے، جس میں غریب اور امیر کا فرق مٹ جائے، ظالم اور مظلوم اور حاکم اور محکوم نہ رہے۔یہ صرف اسی وقت ممکن ہے جب جموں کشمیر کو مکمل طور پر سیاسی آزادی حاصل ہو اور ذرائع پیداوار نجی ملکیت کی بجائے تمام افراد کی مشترکہ ملکیت میں ہوں۔ایسا معاشرہ جس میں ایک فرد کو چالاکی، مکاری اور طاقت کے ذریعے دوسرے کی محنت کا پھل کھانے کی اجازت نہ ہو۔جہاں ظلمت اور توہمات کی جگہ روشنی، انصاف اور سائنس ہو ایسے معاشرے کے قیام کے لیے ضروری ہے کہ عوام سیاسی شعور اور سیاسی سوچ رکھتے ہوں اور اپنے مسائل حل کرنے کی خواہش اور جدوجہد پر یقین رکھتے ہوں۔

کیا آزادی اور نئے معاشرے کے قیام کا صرف یہی مقصد ہے کہ کشمیری قوم سیاسی، معاشی اور ثقافتی طور پر آزاد ہو، ہر فرد کو کام کرنے کا حق ہو اور اسے کام مہیا کیا جائے تا کہ بے روزگاری ختم ہو جائے اور ہر فرد اپنی روزی باعزت اور باوقار طریقے سے کما سکے۔عوام کو مفت رہائش، علاج اور تعلیم کی سہولتیں حاصل ہوں، ضروریاتِ زندگی سستے داموں دستیاب ہوں اور عوام خوشحال اور مطمئن زندگی گزاریں، نہیں ہرگز نہیں، صرف یہی مقصد نہیں یہ تو صرف ابتداء ہوگی۔

نئے ترقی پسند اور غیر طبقاتی معاشرے کے قیام کا اصل مقصد تو نیا انسان پیدا کرنا ہے، نئے سماج کی تعمیر کرنی ہے۔وہ نیا انسان جس کی سوچ، جس کی فکر اور جس کی تعلیم آج کے مقابلے میں بالکل مختلف ہوگی ایک نیا معاشرہ جنم لے گا۔اور وطن کی سرحدوں کے اندر ایک نئی زندگی شروع ہوگی، ایک نئے تمدن کا آغاز ہوگا، ایک نئی تہذیب جنم لے گی۔یہ نیا معاشرہ، نیا تمدن اور نئی تہذیب ایک ایسے انسان کی تخلیق کرے گی جو ذاتی مفاد کی بجائے قومی اور اجتماعی مفاد کے بارے میں سوچے گا۔جس کی سوچ یہ ہوگی کہ دوسروں کی فکر کی جائے، وہ انسان دوسروں کو اپنے برابر بلکہ اپنے سے بہتر تصور کرے گا۔جس کے وطن کی سرحد کسی دریا کے کنارے یا کسی پہاڑ کی چوٹی پر ختم نہیں ہوگی بلکہ پوری دنیا اس کا وطن ہوگی۔اصل انسانی زندگی یہاں سے شروع ہوتی ہے۔

جموں کشمیر پیپلز نیشنل پارٹی جموں کشمیر کی قوموں سے عہد کرتی ہے کہ پارٹی بلا جھجک اپنا تاریخی اور مقدس فریضہ ادا کرے گی۔

انقلاب جموں کشمیر کے عوام کی میراث ہے   اٹھو تم سب جو غلام نہیں ہوگے۔

جموں کشمیر پیپلز نیشنل پارٹی

گہرا ہوتا جا رہا ہے، قومی وطبقاتی تضادات شدت اختیار کر رہے ہیں اور یہ ساری صورتحال ریاست جموں کشمیر کے عوام کی آزادی کی جدوجہد کے لیے نہایت موزوں ہے۔

عالمی سطح پر غریب عوام اور محکوم قومیتوں کیلئے حالات سازگار ہو رہے ہیں، آزادی اور جمہوریت کا تصور زیادہ عام اور وسیع ہو رہا ہے اس وقت عالمی سطح پر سرمایہ دارانہ بحران طویل ہو چکا ہے اور اس گہرے بحران کی شدت، طوالت و ٹوٹ پھوٹ نے عالمی سرمایہ داری کو زوال کے بہت قریب پہنچا دیا ہے۔ اس وقت مارکیٹیں سکڑ رہی ہیں اور کئی ممالک ایک دوسرے کے خلاف تجارتی پابندیاں لگا رہے ہیں۔ اس طرح ان ممالک کے درمیان تضادات شدید ہو رہے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تیسری دنیا کے غریب ممالک کی مارکیٹوں اور معدنی ذرائع پر قبضہ کیلئے چھوٹی جنگوں کے ساتھ بڑی جنگ بھی ہو سکتی ہے۔ کوئی انقلابی تحریک انقلابی نظریہ کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتی۔ ہماری نظر میں انقلابی نظریہ کوئی جامد و ساکت چیز نہیں ہوتی نہ ہی کسی عقیدے کا درجہ رکھتی ہے اور نہ ہی تاریخی حرکت و انسانی سماج کی تبدیلی کے لیے کوئی ناقابل تردید فارمولہ ہے۔

مزدور طبقہ کا سائنسی نظریہ معروضی اور بدلتی ہوئی سچائیوں، محنت کش عوام، انسانیت کی نجات، عوامی مقبولیت اور عمل کی کسوٹی سے مشروط ہے اور مسلسل ترقی اور نشوونما پانے والی سائنس ہے۔ ہماری انقلابی تحریک ہمارے عوام کے لڑاکا شعور، ہماری اپنی تاریخ کے بطن سے ہی جنم لے سکتی ہے۔ اس لیے انقلابی نظریہ کے عمومی عالمگیر اصول اپنی مخصوص صورت میں ہمارے اپنے حالات کے مطابق ٹھوس شکل پائیں گے۔

جموں کشمیر پیپلز نیشنل پارٹی اپنے عوام پر مکمل بھروسہ کرتی ہے اور یہ موقف اختیار کرتی ہے کہ اپنے سماج کو سمجھنے، بدلنے اور ترقی دینے کا فریضہ صرف اور صرف محنت کش عوام، عوام دوست انقلابی قوتوں کا ہی ہے۔ نہ تو غلامی، بھوک ننگ اور استحصال ہمارے عوام کی طے شدہ تقدیر ہے اور نہ ہی ان کی قومی وطبقاتی نجات کے لیے کوئی آسمان سے اتر کر آئے گا بلکہ یہ محنت کش اور دبے ہوئے عوام ہی ہیں جو بیدار اور منظم ہو کر اپنی نجات خود کر سکتے ہیں۔ پارٹی عوام پر بیرونی تسلط اور طبقاتی استحصال سمیت ہر نوع کے استحصال سے نجات کی جدوجہد سے اپنی لازوال وابستگی کا اعلان کرتی ہے۔ پارٹی عوام کی جدوجہد کو سائنسی خطوط پر، درست سمت میں رہنمائی کرنے اور عوام سے سیکھنے کا عہد کرتی ہے۔

مزدور طبقے اور پسے ہوئے عوام کی طبقاتی پارٹی کے طور پر، جموں کشمیر پیپلز نیشنل پارٹی قومی آزادی، عوامی جمہوریت،

کے لیے جدید ہسپتال اور صحت کے مراکز قائم کیے جائیں گے۔

نئی ریاست کے شہر نہ صرف صنعت و تجارت کے مراکز ہوں گے جہاں عوام کو روزگار و ترقی کے مواقع میسر ہوں گے بلکہ علم، ہنر، ادب و فن، ثقافت اور سائنس و ٹیکنالوجی کے بھی اعلیٰ مراکز ہوں گے اور صحیح معنوں میں تہذیب و تمدن کو پروان چڑھا سکیں گے۔ اس طرح عمدہ ماحول میں عوام کی جسمانی، ذہنی اور اخلاقی نشوونما ٹھیک طریقے سے ہوگی۔

مثالی دیہات

ریاست جموں کشمیر میں دیہات میں بسنے والوں کی زندگی بہت کٹھن ہے۔ دیہات کے لوگ انتہائی پسماندہ حالات میں زندگی گزار رہے ہیں یہاں تک کہ انھیں پینے کا صاف پانی تک بھی نہیں ملتا، گندہ پانی پینے کی وجہ سے ہر سال سینکڑوں اموات واقع ہو جاتی ہیں۔ غذا اوّل تو ملتی ہی نہیں اور جو ملتی ہے تو ناکافی اور ناقص ہے جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اکثر لوگوں کی صحت خراب ہوتی ہے۔ بچوں کے لیے نہ مناسب خوراک کا بندوبست ہے اور نہ ہی مناسب تعلیم کا کوئی انتظام ہے۔ زیادہ بچے غربت کی وجہ سے سکول تک نہیں جا سکتے اور لاکھوں کی تعداد میں نوجوان مالی مشکلات کی بنا پر تعلیم کو ادھورا چھوڑ دیتے ہیں۔ جو تعلیم ریاست جموں کشمیر کے دونوں حصوں میں دی جاتی ہے اس کا موجودہ دور سے کوئی تعلق نہیں ہے اور اس کا مواد اتنا فرسودہ ہے کہ قرون وسطیٰ کی یاد تازہ کرا دیتا ہے۔ ظاہر ہے اس تعلیمی نظام سے بچوں کی ذہنی نشوونما کیسے ہو سکتی ہے۔ دیہاتوں میں علاج معالجے کی سہولتیں بالکل ناپید ہیں۔

انقلاب کے بعد انقلابی ریاست دیہات میں بسنے والوں کی زندگیوں میں بنیادی تبدیلیاں لائے گی۔ ریاست کے کافی علاقوں میں دیہاتوں کی آبادی بکھری ہوئی ہے جس کی وجہ سے زندگی کی سہولتیں مہیا کرنے میں دقت پیش آتی ہے۔ اس غلامانہ حالت میں ایسا کرنا ممکن بھی نہیں ہے۔ نئی ریاست عوام کی مرضی اور تعاون سے اس بکھری ہوئی آبادی کو ایک دوسرے کے قریب آباد کرے گی۔ اس طرح عوام آپس میں بہتر تعاون اور ترقی کر سکیں گے۔ عوام کے درمیان تعاون سے بہت زیادہ اناج پیدا ہو سکے گا۔ مزید برآں ہر دیہات کے پاس اپنی سبزیوں اور پھلوں کے باغات ہونگے۔ یہ پھل اور سبزیاں دیہات کی اپنی ضرورت پوری ہونے کے بعد شہروں میں فروخت ہو سکیں گے۔ جس سے حاصل ہونے والی آمدنی دیہات کے عوام کے لیے ہوگی۔ دیہات کی آبادی کو ایک یونٹ کی شکل دینے کا ایک فائدہ یہ بھی ہوگا کہ دیہاتی آبادی کو صاف گرم اور ٹھنڈا پانی، بجلی، گیس، ٹیلی فون، انٹرنیٹ، لائبریری، ڈاکخانہ، سکول، ہسپتال، سڑک اور زندگی کی دیگر جدید سہولیات دینا آسان ہو جائے گا۔ بتدریج ہر لحاظ سے دیہاتوں کو شہروں

لاہور کے تحت انگریزوں کے حوالے کر دیا۔ انگریزوں نے براہِ راست کشمیر اور دیگر پہاڑی ریاستوں کا انتظام سنبھالنے کے بجائے 1846 کے معاہدہ امرتسر کے تحت کشمیر کو جموں کے حکمران گلاب سنگھ کے حوالے کر دیا۔ اس طرح کشمیر کا خطہ 16 مارچ 1846 کے معاہدہ امرتسر جو جموں کے حکمران اور انگریزوں کی ایسٹ انڈیا کمپنی کے درمیان ہوا تھا جس کے نتیجے میں یہ علاقے جموں کا حصہ بن گئے۔ جموں کے حکمران گلاب سنگھ نے لداخ بلتستان کے علاقوں پر بھی قبضہ کر کے انھیں جموں میں شامل کر لیا۔ اب کشمیر اور گلگت کے وہ علاقے جو دریائے سندھ کے مشرق کی طرف خالصہ دربار لاہور کے زیرِ انتظام تھے بھی جموں کی ریاست کا حصہ بن گئے۔ ان علاقوں کو شامل کر کے گلاب سنگھ نے نئی ریاست کی بنیاد رکھی جسے ریاست جموں کشمیر اقصاء تبتہا کا نام دیا۔ اس طرح تاریخ میں پہلی بار نئی جغرافیائی اکائی تشکیل پائی۔ اس ریاست کے تین بڑے خطے بنائے گئے یعنی کشمیر، جموں، لداخ و گلگت بلتستان کے علاقے۔ یہ نئی ریاست ان تین خطوں پر مشتمل تھی۔

اس نئی ریاست کا رقبہ لگ بھگ 85806 مربع میل تک پھیل گیا تھا جس پر جموں کے حکمران گلاب سنگھ کا حق حکمرانی تسلیم کر لیا گیا تھا۔

2-خطہ جموں

تاریخی پسِ منظر

خطہ کشمیر کی طرح جموں کا خطہ بھی طویل تاریخ کا حامل ہے۔ کچھ تاریخ دانوں کا خیال ہے کہ جموں میں آبادی کے آثار پانچ ہزار سال سے بھی پرانے ہیں۔ جو تاریخ سے پہلے کا زمانہ (Pre historical period) بھی کہلاتا ہے۔

تاریخی ثبوتوں کے مطابق ساڑھے تین ہزار (3400) کے زمانے میں راجہ بابولوچن کا راج قائم تھا۔ بابو قلعہ اسی حکمران کا تعمیر کردہ ہے۔ بابولوچن کی وفات کے بعد اس کا چھوٹا بھائی جامبولوچن اقتدار پر قابض ہو جاتا ہے اور کافی لمبے عرصے تک جموں کا حکمران رہتا ہے۔ جامبولوچن نے بھی جموں شہر بسایا تھا جو اسی حکمران کے نام سے مشہور ہوا ہے۔

جموں شہر کو ہی پورے خطے کا دارالخلافہ بنایا گیا تھا اور اسی شہرت کی وجہ سے پورے خطے کا نام جموں پڑھ گیا۔ اس خاندان نے جموں کے علاقوں پر طویل ترین حکمرانی کی۔ جموں کے آخری ڈوگرہ خاندان گلاب سنگھ کا تعلق بھی اسی

10 زرائع مواصلات

کسی بھی ملک کی ترقی میں ذرائع مواصلات اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ رسل و ترسیل کے تمام ذرائع اس میں شامل ہوتے ہیں۔ اس سلسلہ میں پارٹی مندرجہ ذیل اقدامات کرے گی۔

1۔ ریاست کے ہر شہر، قصبہ اور دیہات کو پختہ سڑک کے ذریعے آپس میں ملایا جائے گا۔

.2 ریاست کے میدانی علاقوں میں ریلوے کا نظام قائم کیا جائے گا۔

.3 محکمہ ڈاک تار، ٹیلی فون اور ٹیلی گراف کو از سر نو منظّم کیا جائے گا۔ عوام کو ٹیلی فون کی سہولت ہر گھر میں مہیا کی جائے گی۔ ریاستی اداروں میں اور مرکزی شاہراوں کے کناروں پر بھی ٹیلی فون کی جدید سہولتیں مہیا کی جائیں گی۔

11 کھیلیں

کھیلیں بچوں میں نظم و ضبط، بھائی چارہ اور جدوجہد کا جذبہ پیدا کرتی ہیں۔ یہ انسانی جسم و ذہن کی نشوونما کے لیے بہت ضروری ہیں۔ شہروں، قصبوں اور دیہاتوں میں پارک، کھیلنے کے میدان اور جمنازیم بنائے جائینگے تا کہ بچے، نوجوان اور عوام الناس اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔

ثقافت

ریاست جموں کشمیر میں بسنے والی ہر قوم اور قومیت اپنی اپنی منفرد ثقافت رکھتی ہے۔ لیکن بیرونی تسلط کی وجہ سے اس کی فطری نشوونما کافی حد تک رکی ہوئی ہے۔ ثقافت آزاد ماحول میں ہی نشوونما پا سکتی ہے۔ ریاست کی مکمل آزادی کے بعد تمام علاقائی ثقافتیں صحیح معنوں میں پھل پھول سکیں گی۔ اپنی اپنی ثقافت اجاگر کرنے میں سب قومیتوں کی حوصلہ افزائی کی جائے گی۔

سیاحت

ریاست جموں کشمیر میں سیاحت کو فروغ دینے کے لیے بہت زیادہ مواقع موجود ہیں۔ ریاست کی آب و ہوا معتدل ہے اور اس کی قدرتی خوبصورتی اور پہاڑی مناظر سیاحوں کے لیے بڑی کشش رکھتے ہیں۔ ہماری ریاست کے لیے سیاحت کی صنعت بہت زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔ اس لیے سیاحت کی صنعت کو بھرپور ترقی دی جائے گی جس کی بدولت روزگار کے مواقع میسر آئیں گے اور ساتھ ساتھ عوام کا معیار زندگی بھی بلند کرنے میں معاون ہو گی۔

اپنے مقبوضہ علاقوں کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہوئے ریاست جموں کشمیر کو ریاست کا درجہ ختم کر کے دو یونین علاقوں جموں کشمیر اور لداخ میں بدل دیا ہے۔

ریاست جموں کشمیر کو **1947** میں دو ممالک ہندوستان اور پاکستان کے درمیان تقسیم کر کے اس کے کئی حصے کر دیے گئے تھے۔ ہندوستان کی دائیں بازو کی انتہا پسند برسرِ اقتدار جماعت بی جے پی (**BJP**) نے ریاست جموں کشمیر کے وجود پر شدید مہلک حملہ کرتے ہوئے ریاست کے اس حصے پر سخت گیر فوجی قبضہ کر لیا ہے۔ ہندوستان کی مرکزی حکومت نے اپنی پارلیمنٹ کے ذریعے آئین کے آرٹیکل **370** کو ختم کرتے ہوئے ریاست کی خصوصی حیثیت ختم کر دی ہے۔

جموں کشمیر پیپلز نیشنل پارٹی ہندوستانی ریاست کے ان اقدامات کی شدید مخالفت کرتے ہوئے اسے ہندوستان کی طرف سے ریاست جموں کشمیر کی حیثیت اور سالمیت کے خلاف بدترین جارحیت قرار دیتی ہے۔ پارٹی یہ سمجھتی ہے کہ ہندوستان کی دائیں بازو کی فرقہ پرست اور رجعت پسند جماعت بی جے پی (**BJP**) نے پاکستانی ریاست کے **1947** کے اقدامات کی نقل کی ہے۔ پاکستان نے بھی ریاست کے اپنے زیرِ قبضہ علاقوں کو **1947** سے ہی الگ تھلگ کر کے اپنے دونوں مقبوضہ حصوں کو اپنی سخت ترین ریاستی گرفت کی غلامی میں جکڑ کے رکھا ہے۔

ہندوستان کے **2019** کے اقدامات نے دونوں قابضین کو آج ریاستی عوام کے بدترین دشمن حکمرانوں کی صف میں لا کھڑا کیا ہے۔ اب ریاستی عوام کو دونوں قابضین کے خلاف مزاحمتی تحریک کو منظم کرنے اور اس تحریک کو ریاست گیر بنانے کے لئے آزادی پسندوں کا وسیع تر اتحاد بنانا ہوگا۔ تاکہ قابضین کے قبضہ کو چیلنج کیا جا سکے۔ یہ غیر قانونی قبضہ کسی طور قبول نہیں چونکہ ہندوستان اور پاکستان نے ریاست جموں کشمیر کے ساتھ کیے گئے تمام معائدات کو ختم کرتے ہوئے عوام کی منشاء و مرضی کے خلاف یہ اقدامات کیے ہیں۔

برطانوی ہند کے ساتھ ریاست جموں کشمیر کے انتظامی امور میں جو معاہدات ہوئے اور بیرونی اقتدارِ اعلیٰ کو برطانوی ہند کے ساتھ دفاع اور امور خارجہ میں اشتراک کیا گیا جبکہ اندرونی طور پر ریاست مکمل آزاد اور خودمختار تھی۔ ہندوستان اور پاکستان نے اپنے سخت گیر قبضے کی بدولت ریاست کی اندرونی خودمختاری کو کلیتاً ختم کر دیا ہے۔

1947 میں برطانیہ نے ہندوستان کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا اور ریاست جموں کشمیر تبتہا کے حکمران نے اپنی ریاست کو آزاد و خودمختار رکھنے کا اعلان کرتے ہوئے دونوں نئی ہندوستانی اور پاکستانی ریاستوں کو نئے سرے سے ریاست

3 صنعت

اس وقت ریاست میں عوام کو کسی بھی جگہ علاج معالجے کی مناسب سہولتیں میسر نہیں ہیں اس لیے نئے معاشرے میں عوام کو علاج معالجہ کی اعلیٰ سہولتیں بالکل مفت مہیا کی جائیں گی۔ قصبوں، شہروں اور دیہاتوں میں ہسپتال اور صحت کے اعلیٰ مراکز قائم کیے جائیں گے۔ زچہ و بچہ کے لیے صحت کے خصوصی مراکز قائم کیے جائیں گے۔ غلاضت , گندگی، آلودگی اور ان سے پیدا ہونے والی بیماریوں کا سدباب کیا جائے گا۔

4 تعلیم

ہمارے ہاں ریاست میں طبقاتی تعلیمی نظام رائج ہے جو کہ بالکل فرسودہ ہو چکا ہے۔ موجودہ تعلیمی نظام کو نئے سماج میں مکمل طور پر ختم کر دیا جائے گا اور اس کی جگہ تعلیمی نظام کی نئے سرے سے منصوبہ بندی کی جائے گی۔ ایسا تعلیمی نظام رائج کیا جائے گا جو آزاد سماجی و معاشی ترقی کو فروغ دے سکے۔ تعلیم حاصل کرنا ہر شہری کا بنیادی حق ہوگا۔ چھوٹے بچوں کے لیے کنڈرگارٹن اور نرسری سکول قائم کیے جائیں گے جو بچوں کی ذہنی نشوونما میں اہم کردار ادا کریں گے۔ ہائی سکول میٹرک تک تعلیم لازمی ہوگی، نرسری سکول سے لیکر یونیورسٹی تک تعلیم مفت اور ریاست کی ذمہ داری ہوگی۔ سائنس کو تعلیم کی بنیاد بنایا جائے گا اور فنی تعلیم کو خاص اہمیت دی جائے گی۔ اساتذہ، محققین اور سائنسدانوں کی تنخواہیں عالمی معیار کے مطابق ہوں گی۔

5 سائنس و ٹیکنالوجی

سائنس اور ٹیکنالوجی ایک بہت بڑی پیداواری قوت ہے اور کسی بھی ملک کی تعمیر و ترقی میں اسے بنیادی اہمیت و حیثیت حاصل ہے۔ نئے جموں کشمیر کی تعمیر و ترقی میں سائنس و ٹیکنالوجی کو بنیادی اہمیت و حیثیت حاصل ہوگی۔ ملک کو جدید ریاست بنانے کے لیے متعدد سائنس کی اکیڈمیوں اور ٹیکنالوجی کے اداروں کی ضرورت ہوگی تاکہ بڑی تعداد میں سائنس دان اور انجینئرز پیدا کیے جائیں۔ اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے ملک میں موزوں مقامات پر سائنس اکیڈمیاں اور ٹیکنالوجیکل ادارے قائم کیے جائیں گے۔

6 لائبریریوں کی اہمیت

سماج کی ترقی کے لیے ہر لحاظ سے عوام کی ذہنی سطح بلند کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ کوئی بھی انسانی سماج تعلیم کے بغیر ترقی نہیں کر سکتا ہے۔ اور صحیح تعلیم حاصل کرنے کے لیے سکول اور کالج ہی کافی نہیں ہیں بلکہ باشعور اور بہتر انسان

انتظامیہ تھی۔ 24 اکتوبر 1947 سے عالمی سامراج کے زیرِ سایہ نوآبادیاتی نظام کے محافظوں کے دجل وفریب کا دور ہے جو تا حال جاری ہے۔

پاکستان نے نہ صرف اپنے مقبوضہ علاقوں کو دو حصوں میں تقسیم کر کے الگ تھلگ رکھا بلکہ 1963 میں چین کے ساتھ سینٹو پاک باؤنڈری ایگریمنٹ کر کے ریاست کا تقریباً 5,180 مربع کلومیٹر کا علاقہ چین کی تحویل میں دے دیا۔ اس معاہدے میں نئی سرحدوں کا تعین کرنے کے ساتھ ساتھ دونوں ممالک نے ریاست جموں کشمیر کے مسئلے کے خاتمے پر ریاست کی اپنی حکومت کی سوابدید پر اتفاق کیا کہ ریاست کی اپنی حکومت چین کے ساتھ سرحدوں کے اس معاملے میں فیصلہ کرے گی۔ اس پسِ منظر میں ریاست جموں کشمیر کے کئی ادوار عوام کی سماجی آزادی، معاشی خوشحالی اور جمہوری آزادیوں کے دور نہیں گزرے کیونکہ اس وقت ساری دنیا غلامی، قبائلیت اور جاگیرداری کی گرفت میں تھی۔ مطلق العنانیت اور موروثی بادشاہتوں کا دور دورہ تھا۔ اس لیے ریاست جموں کشمیر کو بھی کلی طور پر اس عہد سے مستثنیٰ نہیں قرار دیا جا سکتا البتہ تاریخی شوائد کی بنیاد پورے ثبوت کیساتھ کہا جا سکتا ہے کہ جموں کشمیر کا وہی دور امن و آشتی، تہذیب وتمدن، علم وفن، سوچ وفکر، ترقی وخوشحالی کا دور تھا جب یہ خطے بیرونی طاقتوں کے محکوم نہیں تھے بلکہ آزاد اور خود مختار تھے۔ بیرونی حملہ آوروں نے اپنے قدم اس سرزمین پر ابھی نہیں رکھے تھے۔

اس ریاست کی بدحالی، مفلسی اور مصائب کا دور اس دن سے شروع ہوتا ہے جس دن بیرونی قوتوں نے اسے تخت و تاراج کیا اور اس پر غلامی مسلط کی۔ آج بھی بلاخوف وتردید یہ کہا جا سکتا ہے کہ جب تک جموں کشمیر کی سرزمین کسی بھی قسم کی غلامی، نوآبادیاتی و جدید نوآبادیاتی تسلط کا شکار رہے گی اس وقت تک اس کی پسماندگی، کسمپرسی اور بے بسی برقرار رہے گی۔ یہ سادہ مگر مسلمہ حقائق ہیں جن سے کوئی ذی شعور انکار نہیں کرسکتا کہ غلامی اگر قوموں کی تقدیر بدل سکتی تو باہمت اور باغیرت قومیں آزادی کی خاطر آگ اور خون کے دریا کیوں عبور کرتیں؟

جمہوری جدوجہد

بیسویں صدی کے آغاز میں ریاست جموں کشمیر کے عوام کسی حد تک بیدار ہو چکے تھے۔ باقی دنیا میں جو تبدیلیاں آ رہیں تھیں ان کے اثرات ریاست پر بھی پڑھ رہے تھے۔ 1905 میں سرینگر اور بعد میں جموں میں کالج کھولے گئے تو نوجوان طلبہ میں جمہوری حقوق کا احساس پیدا ہوا اور اس کے ساتھ ہی قومی جمہوری حقوق اور عوامی آزادی کا جزبہ زور پکڑنے لگا۔ ریاستی عوام میں اب اپنی پسماندگی کا احساس پیدا ہو چکا تھا۔ جمہوری حقوق کی تڑپ عوام میں خاص کر

1: شعبہ عدل و انصاف

کائنات کے ہر گوشہ خصوصاً انسانی دنیا میں عدل وانصاف کا تصور انتہائی مقدس اور بلند مقام رکھتا ہے۔ انسانی دنیا جو صدیوں سے ظلم و جبر اور ناانصافی کی آماجگاہ بنی ہوئی ہے عدل وانصاف کے بلند واعلیٰ تصور پر ہی قائم ہے۔ لیکن جاگیرداری اور سرمایہ داری نظام میں عوام کو کسی قسم کا انصاف نہیں مل سکتا۔ اس لیے پارٹی عدلیہ کے پرانے نظام کو مکمل طور پر ختم کرنے کا عزم رکھتی ہے۔ اس کی جگہ عدلیہ کا نیا نظام قائم کیا جائے گا جو عوامی عدالتوں پر مبنی ہوگا۔ چونکہ عدلیہ کے ججوں کو عوام خود منتخب کریں گے تاکہ عوام کو صیح معنوں میں انصاف مل سکے۔ ان عدالتوں میں عوام کو کسی بھی قسم کے اخراجات نہیں کرنے پڑیں گے۔

2: عوامی عدالتیں

یہ عدالتیں تحصیل، ضلع، صوبائی اور مرکزی سطح پر قائم کی جائیں گی۔ یہ عدالتیں کم سے کم ایک اور زیادہ سے زیادہ تین ماہ میں فیصلہ کریں گی۔ عوام کو ہر طرح کی قانونی امداد مفت مہیا کی جائے گی۔

3: لیبر کورٹس

محنت کشوں کی سہولت کے لیے لیبر کورٹس قائم کی جائیں گی تاکہ مزدور طبقہ کو جلد انصاف میسر ہو سکے۔

4: ججوں کا انتخاب

ججوں کا انتخاب ووٹ کے ذریعے سے کیا جائے گا۔ جو جج عوام کے ووٹ سے منتخب ہو کر آئے گا اس پر عوام کا اعتماد بھی زیادہ ہوگا۔ عوام امیدوار کا کردار، اہلیت اور قانونی مہارت پرکھ کر ووٹ دیں گے۔ پارٹی عوام کو یقین دلاتی ہے کہ انہیں ججوں کو منتخب کرنے کا حق دیا جائے گا۔

5: محکمہ پولیس

پولیس کا اصل فرض عوام کی جان و مال کی حفاظت اور عوام کی خدمت کرنا ہونا چاہیے۔ لیکن جاگیرداری اور سرمایہ دارانہ نظام میں پولیس کو ظلم، جبر اور تشدد کے آلے کے طور پر عوام کے خلاف استعمال کیا جاتا ہے۔ پولیس کے موجودہ نظام کو ختم کر دیا جائے گا اور اس کی جگہ حفاظتی دستے قائم کیے جائیں گے جن کا بنیادی مقصد عوام کے جان و مال، عزت و آبرو کی حفاظت اور عوام کی خدمت کرنا ہوگا۔

یہیں ختم نہیں ہوئی بلکہ 1938 میں مسلم کانفرنس کو دوبارہ زندہ کیا گیا۔ اب اس کے چہرے سے باریک نقاب غائب ہو چکا تھا۔ اس کی بینائی بھی پہلے کی نسبت تیز تھی اس لیے یہ اب اپنے مفادات کو بہتر طریقے سے دیکھ سکتی تھی۔ اس کی نظریں ملک سے باہر جنوب مغرب کی طرف لگیں ہوئی تھیں۔ مسلم کانفرنس اب ریاست میں آل انڈیا مسلم لیگ کی ذیلی شاخ بن چکی تھی۔ یہ دونوں پارٹیاں یعنی مسلم کانفرنس اور نیشنل کانفرنس ریاستی عوام کی نمائندہ ہونے کا دعویٰ کر رہی تھیں۔

تاریخ اپنے قوانین کے مطابق کسی چیز کو درست یا غلط ثابت کرتی ہے۔ اب ریاستی عوام نے تلخ تجربہ کے بعد یہ دیکھ لیا ہے کہ درحقیقت مسلم کانفرنس اور نیشنل کانفرنس دونوں ہی شروع دن سے عوام کے قومی و جمہوری حقوق کے خلاف کام کرتی رہی ہیں اور اپنے مفادات کی خاطر بیرونی آقاؤں کی خدمت کرتی رہی ہیں۔ ان دونوں پارٹیوں کی قیادت نے ہندوستان اور پاکستان کو ریاست پر قابض ہونے میں مدد کی تھی اور اس قبضے کو دوائم بخشنے کے لئے بیرونی غاصب قوتوں کے ساتھ بھرپور تعاون کرتی رہی ہیں۔

1934 میں ایک اور تنظیم جموں کشمیر یوتھ لیگ کے نام سے بنائی گئی جو ایک قوم پرست اور ترقی پسند تنظیم تھی۔ 1942 میں "ینگ سوشلسٹ لیگ اور پرجا پرشید" کے نام سے دو مزید سیاسی تنظیمیں بنائی گئیں۔ پرجا پرشید قدامت پسند تنظیم تھی جو ریاست جموں کشمیر کا الحاق ہندوستان سے چاہتی تھی۔ 19 جولائی 1945 کو ایک اور جماعت جموں کشمیر کسان کانفرنس بنائی گئی اور 1946 میں اس کا نام تبدیل کر کے جموں کشمیر مزدور کسان کانفرنس رکھا گیا۔ اس پارٹی نے معروضی حالات کا درست تجزیہ کرتے ہوئے ٹھوس پروگرام دیا۔

ریاست جموں کشمیر میں جمہوری حقوق کی جدوجہد پورے عروج پر تھی کہ 1947 میں بھارت اور پاکستان دو مملکتیں معرضِ وجود میں آئیں۔ ریاستی عوام جو پہلے ہی مہاراجہ ریاست کی شخصی حکمرانی کے خلاف علم بغاوت بلند کیے ہوئے تھے ریاست کے ایک حصے پر پاکستان کے ایک حمایت یافتہ گروہ نے (جس میں مقامی برطانوی فوج کے ریٹائرڈ اہلکار اور حاضر سروس ممبر بھی شامل تھے) نے گڑبڑ شروع کر دی اور مقامی غیر مسلم آبادی کو ہراساں کرنا شروع کر دیا۔ اس گروہ نے 4 اکتوبر 1947 کو ایک اخباری بیان جاری کرتے ہوئے ان علاقوں میں "آزاد جمہوریہ کشمیر" کے نام سے ایک حکومت کا اعلان بھی کر دیا۔ اس گروہ میں مسلم کانفرنس کے چند مقامی لیڈر بھی شامل تھے جو پاکستان کی طرف سے کی گئی اس خونی سازش میں پوری طرح ملوث تھے۔ گو کہ ان لوگوں کے بقول یہ حکومت محض اخباری

سے تباہ کیا جا رہا ہے۔ ریاست کے دونوں حصوں سے لکڑی کو غیر قانونی طریقے سے پاکستان اور ہندوستان کی شہری منڈیوں تک پہنچایا جاتا ہے۔ پارٹی عوام کو یقین دلاتی ہے کہ ملک میں زیادہ سے زیادہ درخت لگائے جائیں گے اور اس طرح ملکی دولت میں بے پناہ اضافہ ہوگا۔

5: قومی بینک

ریاست میں قومی مرکزی بینک قائم کیا جائے گا جو کرنسی جاری کرنے کا مجاز ہوگا۔

6: تجارت

تجارت کسی بھی ملک کی بنیادی ضرورت ہوتی ہے تاکہ ضرورت سے زائد اشیاء کو برآمد کیا جا سکے اور ملکی ضروریات کی چیزوں کو درآمد کیا جا سکے۔ ریاست میں بہت زیادہ غالیچے، شال، اون، پھل , سبزیاں، گوشت اور دستکاری کو برآمد کیا جا سکتا ہے۔ باہمی مفاد کی بنیاد پر پوری دنیا کے ممالک سے تجارتی تعلقات کو استوار کیا جائے گا اور خاص دوست ممالک سے تجارت کو فروغ دیا جائے گا۔

7: بیرون ملک مزدور

ریاست جموں کشمیر سے لاکھوں کی تعداد میں لوگ یورپ، مشرق وسطیٰ اور دیگر ممالک میں کام کر رہے ہیں۔ یہ غریب محنت کش اپنے ملک میں کام کے مواقع نہ ہونے کی وجہ سے بیرون ملک میں دربدر کی ٹھوکریں کھاتے ہیں اور جو زرمبادلہ یہ محنت کش کما کر بھیجتے ہیں اس سے ہماری ریاست کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا بلکہ یہ زرمبادلہ پاکستان اور ہندوستان ہتھیا لیتے ہیں۔ پارٹی عوام کو یقین دلاتی ہے کہ زرمبادلہ کی وصولی کا سختی سے مطالبہ کیا جائے گا اور انقلاب کے بعد نہ صرف محنت کش عوام کو روزگار مہیا کیا جائے گا بلکہ وہ اپنے وطن کی تعمیر میں بھی بھرپور حصہ لیں گے۔

8: قیمتیں

روزمرہ کی اشیاء کی قیمتیں اتنی تیزی سے بڑھ رہی ہیں کہ عام انسان کا زندہ رہنا محال ہو گیا ہے نئے معاشرے میں ریاست چیزوں کی قیمتوں پر کنٹرول کا نظام قائم کرے گی اور عوام کو ضروریاتِ زندگی کی اشیاء سستے داموں مہیا کرے گی۔

جموں کشمیر کا قومی سوال

ریاست جموں کشمیر کے قومی مسئلہ کو سمجھنے کے لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ قوم کیا ہے؟ چونکہ ریاست جموں کشمیر مختلف قوموں اور قومیتوں کا مشترکہ وطن ہے۔اس لیے ریاست کا قومی سوال ایک طرف تو بیرونی غاصب اور قابض ممالک کیساتھ حل طلب ہے تو دوسری طرف داخلی طور پر ریاست کے اندر بسنے والی تمام قوموں اور قومیتوں کی اندرونی خودمختاری کا سوال بھی پیدا ہوگا جو کہ حل طلب ہوگا۔داخلی طور پر ریاست جموں میں قومی سوال کو ان تمام خطوں میں بسنے والی قوموں اور قومیتوں کا برابری اور رضا کارانہ اتحاد کی بنیاد پر ایک مشترکہ وفاق قائم کر کہ حل کیا جائے گا۔جس میں ریاست کی تمام اکائیوں کو برابری کی بنیاد پر اس وفاق کا حصہ بنایا جائے گا جو انکی رضامندی سے قائم کیا جائے گا۔ریاست جموں کشمیر کی تمام قوموں اور قومیتوں کو سمجھنے کے لیےضروری ہے کہ پہلے قوم کی تعریف کو سمجھا جائے۔قوم کی تعریف یوں کی گئی ہے۔

لوگوں کا ایسا گروہ جو مشترکہ زبان، مخصوص خطہ زمین، علیحدہ ثقافت، مشترکہ سماجی زندگی اور مشترکہ نفسیاتی ساخت رکھتا ہو قوم کہلاتا ہے۔کوئی بھی تعریف اتنی جامع نہیں ہوسکتی کہ وہ کسی مسئلہ کی پوری وضاحت کر سکے مگر اس کو سمجھنے میں ضرور مدد کر سکتی ہے۔یہ بالکل عیاں ہے کہ قومیں تاریخی نشوونما کی پیداوار ہیں بلکہ یوں کہنا بہتر ہے کہ لوگوں کے آپس کے رشتوں، مختلف تاریخی مراحل میں مختلف شکلیں اختیار کرتے ہوئے کنبوں , قبیلوں، مشترکہ گروہوں کے میل جول سے قومیں اور قومیتیں وجود میں آئی ہیں۔ ریاست جموں کشمیر میں قوموں اور قومیتوں کا وجود ایک تاریخی حقیقت ہے۔ریاست میں کشمیری قوم اور دیگر قومیں مثلاً ڈوگری، بروشسکی، شینا , بلتی، لداخی، گلگتی سماجی مظہر ہیں اور ہزاروں سال سے سماجی ارتقاء کا نتیجہ ہیں۔ان قوموں اور قومیتوں میں وہ تمام خصوصیات موجود ہیں جو قوموں کے وجود کے لیے ضروری ہیں۔

ریاست جموں کشمیر ان تمام قوموں کا مشترکہ وطن ہے جو اپنا خاص مشترکہ تاریخی ارتقاء کا سفر طے کر کہ قومی ریاست کے وجود میں ڈھلنے والی تھیں لیکن بدقسمتی سے 1947 میں اندرونی سازشوں بیرونی حملوں کی وجہ سے قبضہ گیری کی جنگ کا شکار ہو کر دو پڑوسی ممالک کی افواج کا میدان جنگ بن گئی۔ ہندوستان اور پاکستان نے ریاست جموں کشمیر کی تمام قوموں اور قومیتوں کیساتھ مفتوح خطوں کی طرح کا سلوک جاری رکھا ہوا ہے۔ریاست جموں کشمیر میں زیادہ

1۔ریاست جموں کشمیر میں بسنے والی تمام قوموں اور قومیتوں کے حق خودارادیت کو تسلیم کیا جائے گا۔تمام قومیتوں کو ریاستی امور میں برابری کی بنیاد پر شرکت کرنے کا اختیار ہوگا۔ ہر طرح کے قومی جبر، ناانصافی , نابرابری اور تحقیر و امتیاز کا ہر میدان میں اور ہر صورت خاتمہ کیا جائے گا۔

2۔ریاست میں بسنے والی تمام قوموں اور قومیتوں کی رضا کارانہ فیڈریشن تمام قوموں کی باہمی رضامندی سے تشکیل دی جائے گی۔

3۔ہر قومی وحدت میں تاریخی طور پر بسنے والی قوم یا قومیت کو اس کے قومی تشخص کے خلاف تقسیم کرنے یا اپنی دھرتی پر اقلیت میں بدلنے کے تمام عوامل کا سدباب کیا جائے گا۔

4۔ہر قومیت کے خطے میں معاشی و سماجی ترقی ایسے خطوط پر کی جائے گی کہ قومی وحدت کے اندر کسی بھی قسم کی ناہمواری وجود میں نہ آئے۔

5۔ تمام قوموں اور قومیتوں کی زبان کو ریاستی تعلیمی امور و ذرائع ابلاغ میں قومی زبان کا درجہ حاصل ہوگا۔ان تمام زبانوں کے علمی و ادبی ورثہ کا تحفظ کیا جائے گا۔تمام میڈیا میں مساویانہ نمائندگی دی جائے گی۔

6۔ تمام قومیتوں کے مابین ثقافتی تعلقات کو فروغ دیا جائے گا۔تمام قومیتوں کے درمیان بھائی چارے اور اتحاد کو فروغ دیا جائے گا۔

7۔تمام قوموں اور قومیتوں کو بلاتخصیص مساویانہ حقوق حاصل ہوں گے بشمول حق علیحدگی۔

آزادی کیا ہے؟

آج ریاست جموں کشمیر پر بھارت اور پاکستان کا پوری طرح تسلط قائم ہے۔ریاست کے عوام ہر لحاظ سے غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں اور آزادی چاہتے ہیں۔لیکن ریاست جموں کشمیر کے عوام برائے نام آزادی کے خواہاں نہیں ہیں بلکہ حقیقی اور سچی آزادی کے متلاشی اور طلبگار ہیں۔جس سے مراد یہ ہے کہ ریاستی عوام مکمل طور پر سیاسی , معاشی، سماجی اور ثقافتی آزادی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔اور اس سے کم کسی بھی چیز کو قبول نہیں کریں گے۔

آزادی کیسے حاصل ہو گی؟

سائنسی اصولوں اور تاریخی تجربہ سے پارٹی نے یہ سبق سیکھا ہے کہ سچی آزادی صرف و صرف انقلابی جدوجہد سے ہی حاصل ہوسکتی ہے۔ پارٹی مقبوضہ جموں و کشمیر کی آزادی کے فریضہ کو مرحلہ وار اور قومی جمہوری انقلاب کے ذریعے

ترقی یافتہ قوم کشمیری قوم ہے جس نے پیداواری عمل سے گزر کر موجودہ شکل اختیار کی ہے اور باقی قوموں کی طرح مختلف کنبوں، قبیلوں اور گروہوں کے صدیوں اور ہزاروں سالوں کے میل جول سے قومی تشخص حاصل کیا ہے اور ان تمام خصوصیات کی حامل ہوئی ہے جو ایک قوم کو پرکھنے کے لیے ضروری ہیں۔ اسی طرح ریاست کی دیگر قوموں اور قومیتوں کا بھی تاریخی ارتقاء ہزاروں سالوں کے میل جول کا نتیجہ ہے لیکن کچھ قومیں اور قومیتیں مفتوح ہونے کی وجہ سے مزید ارتقائی مراحل طے نہ کرسکیں لیکن ان کے اندر اپنے وجود اور شناخت کی تڑپ موجود ہے۔

خطہ زمین کے بغیر ایک قوم کا تصور محال ہے۔ کشمیری قوم اور ریاست کی دوسری قوموں کے پاس اپنا اپنا خطہ زمین موجود ہے۔ کشمیری قوم سمیت دوسری اقوام بھی اپنے ان خطوں میں عرصہ دراز سے رہ رہی ہیں۔ انھوں نے کافی مراحل سے گزر کر اپنی مشترکہ اقتصادی زندگی کو ترقی دی ہے۔ گوکہ یہ قومیں اور قومیتیں جاگیردارانہ پسماندگی کی وجہ سے ارتقائی مراحل سست رفتاری سے طے کرتے ہوئے موجودہ دور میں داخل ہوئی ہیں۔ **1947** تک ریاست کی تمام قومیں اور قومیتیں مشترکہ ارتقائی مراحل طے کرتے ہوئے ایک نئے دور میں قومی جمہوری ریاست تک پہنچ چکی تھیں اور اندرون ریاست قومی جمہوری سیاسی تحریک بھی ریاست گیر سطح پر موجود تھی جو بیرونی حملہ، قبضہ و ریاست کی جبری تقسیم کی وجہ سے کامیاب نہ ہوسکی اور ریاست مختلف حصوں میں بٹ کر ہندوستان اور پاکستان کے جبری قبضے کا شکار ہوگئی۔ ریاست کی تمام قوموں اور قومیتوں نے آہستہ آہستہ اپنی زبانوں کی تشکیل کی ہے اور اپنی جداگانہ علاقائی ثقافتوں کو جنم دیکر ان کی نشوونما کی ہے۔ ریاست میں بسنے والی قوموں میں کشمیری قوم اپنی ایک جداگانہ اور طویل تاریخ کی مالک ہے۔ اسی طرح جموں خطہ بھی اپنی طویل تاریخ کا حامل ہے۔ اس طویل تاریخی جدوجہد کے دوران ان اقوام نے ایک مشترکہ نفسیاتی ساخت بھی حاصل کی ہے۔ موجودہ دور میں ریاست کی ان قوموں کو سب سے بڑا نقصان بیرونی غاصب قوتوں کے قبضہ اور جبری تقسیم نے پہنچایا ہے۔ بیرونی قبضہ اور جبری تقسیم ان کی نشوونما میں کافی رکاوٹیں پیدا کرچکا ہے۔

بھارت اور پاکستان ریاست جموں کشمیر کے مسلہ کو جغرافیائی مسئلے کے طور پر پیش کرتے رہے ہیں۔ ریاست پر اپنے قبضے کو قانونی حیثیت دینے اور مختلف حیلوں بہانوں سے پوری ریاست پر اپنا قبضہ کرنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ریاست پر دونوں ممالک کا قبضہ غیر قانونی ہے اور یہ قبضہ طاقت، جعلسازی اور دھوکہ دہی پر مبنی ہے۔ ریاستی عوام جو اس ریاست کے اصل مالک ہیں کی مرضی کو یہ دونوں غاصب ممالک نظر انداز کرتے رہے ہیں

ریاست کا مسلہ کوئی علاقائی تنازعہ یا مذہبی جھگڑا نہیں ہے بلکہ ریاستی عوام کے انسانی، جمہوری، قومی اور معاشی حقوق کا مسلہ ہے۔

ریاست جموں کشمیر کا قومی سوال اور ریاست جموں کشمیر میں قومی سوال کیا ہے۔

ریاست جموں کشمیر کا قومی سوال محکوم کشمیری قوم اور ریاست میں بسنے والی تمام قومیتوں کے جمہوری حقوق کا سوال ہے۔ یہ دو کروڑ ریاستی عوام کے حق خودارادیت کا سوال ہے۔ دوسرے الفاظ میں یہ ریاست میں بسنے والی تمام قوموں اور قومیتوں کی آزادی اور خودمختاری کا سوال ہے۔ جمہوری اصولوں کے مطابق ریاستی عوام کو آزاد اور خودمختار رہنے اور اپنی مرضی سے سیاسی، معاشی اور سماجی نظام تشکیل دینے کا حق حاصل ہے اور قوموں کے اس حق کی توثیق اقوام متحدہ کا چارٹر اور بین الاقوامی قوانین بھی کرتے ہیں۔ یہ بات پورے وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ بھارت اور پاکستان کے استحصالی طبقات کو جموں کشمیر کے مسلہ کا جمہوری حل قابلِ قبول نہیں ہے۔ ان دونوں ممالک کا گماشتہ سرمایہ دار طبقہ ریاستی وسائل کی لوٹ گھسوٹ جاری رکھنا چاہتا ہے۔ یہ اسی صورت ممکن ہے کہ ریاست کی محفوظ منڈی ان کے قبضے میں رہے۔ بھارت اور پاکستان کے محنت کش عوام اور محکوم قومیتوں نے ہمیشہ جموں کشمیر کے عوام کا ساتھ دیا ہے اور ریاستی عوام کی قومی جمہوری جدوجہد کی حمایت کی ہے۔ پاکستان اور بھارت کے بالائی طبقات نے ریاست کے مسلہ کا جمہوری حل ناکام بنا دیا ہے جمہوری طریقے سے حل کی کوئی امید نظر نہیں آتی ہے۔ یہ ایک لحاظ سے اچھا پہلو بھی ہے کہ اپنے تجربے سے سیکھ کر ریاست جموں کشمیر کے عوام اپنی نجات کا صحیح راستہ تلاش کرچکے ہیں اور اپنی سچی آزادی وخودمختاری کے لیے انقلابی بنیادوں پر جدوجہد شروع کردی ہے۔ ریاست جموں کشمیر کے قومی سوال اور مسلہ کو ریاستی عوام سمجھ چکے ہیں کہ مسلہ ریاست جموں کشمیر یہ ہے کہ ریاست پر پاکستانی اور بھارتی افواج اداروں اور بالادست طبقات کا قبضہ ہے، اور اس کا حل دونوں قابض ممالک کی افواج اور اداروں کا ریاست سے مکمل انخلا ہے۔

ریاست جموں کشمیر میں قومی سوال ریاست جموں کشمیر کی مکمل آزادی کے بعد ریاست میں بسنے والی قوموں اور قومیتوں کے حقوق کے تحفظ کا سوال ہے۔ ریاست میں بسنے والی قوموں اور قومیتوں کے حقوق کا تحفظ مندرجہ ذیل طریقوں سے کیا جائے گا۔

ایک تہائی اور بھارت نے دوتہائی حصہ پر اپنا تسلط قائم کرلیا۔

بھارت اور پاکستان کے درمیان ریاست پر قبضے کی جنگ جاری تھی کہ بھارت نے یکم جنوری 1948 کو پاکستان کے خلاف ریاست جموں کشمیر پر حملہ آور ہونے کا الزام لگاتے ہوئے اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں درخواست دائر کردی اور سلامتی کونسل پر زور دیا کہ وہ پاکستان کو مجبور کرے کہ پاکستان ریاست جموں کشمیر سے اپنی افواج اور مسلح قبائلیوں کو واپس بلائے۔ اقوام متحدہ کی سیکیورٹی کونسل نے 13 اگست 1948 کو ریاست سے دونوں ممالک کی افواج کی واپسی اور ریاست میں غیر جانبدارانہ رائے شماری کے لیے متفقہ قرارداد پاس کی۔ اس قرارداد کو پاکستان اور ہندوستان دونوں نے منظور کرلیا اور یکم جنوری 1949 کو جنگ بندی کا اعلان کردیا گیا۔اس قرارداد کا متن حسبِ ذیل ہے۔

01۔ جنگ بندی دونوں ممالک کے درمیان ریاست جموں کشمیر میں جنگ بندی ہوگی۔

02۔ معاہدہ امن اس مرحلہ میں پاکستان اپنی تمام افواج اور قبائلوں کو ریاست سے واپس بلائے گا اور بھارت اپنی افواج کا بیشتر حصہ مرحلہ وار واپس بلائے گا۔

03۔ رائے شماری بھارت اور پاکستان اقرار کرتے ہیں کہ ریاستی عوام کو اپنے مستقبل کا فیصلہ خود کرنے دیں گے اور دونوں حکومتیں اس مقصد کے لیے پُرامن اور سازگار حالات کا تعین کرنے کے لیے اقوام متحدہ کے کمیشن کے ساتھ صلاح مشورہ کریں گی۔ تاکہ ریاست جموں کشمیر کے عوام آزادانہ طور پر اپنی رائے کا اظہار کرسکیں۔ بھارت اور پاکستان نے مختلف حیلے بہانے بنا کر اس قرارداد پر عمل کرنے سے انکار کردیا ہے۔ اب تک دونوں ممالک نے ریاست کے مسئلہ کے جمہوری حل کی ہر کوشش کو ثبوتاژ کیا ہے۔ تاریخ نے بار بار ثابت کیا ہے کہ محکوم قوموں کو حقیقی آزادی کبھی جمہوری طریقہ سے حاصل نہیں ہوئی ہے اور آئندہ بھی محکوم قوموں کی نجات کا یہ صحیح راستہ نہیں ہے۔ اگر بعض اوقات بیرونی غاصب قوتوں نے قومی آزادی کی بورژوا جمہوری تحریک کے دباؤ میں آکر کسی قوم کے اس جمہوری حق کو تسلیم کیا بھی ہے تو محکوم قوم کو مصنوعی آزادی کے تحفے سے ہی نوازا گیا ہے۔ قومی آزادی کی تحریک کے آغاز میں جمہوری جدوجہد ہی ہوتی ہے پھر انقلابی جدوجہد جمہوری جدوجہد سے نکلتی ہے۔ محکوم قوم کی نجات صرف انقلابی جدوجہد سے ہی ہوتی ہے۔ بیسویں صدی کی قومی آزادی کی تحریکوں نے ثابت کیا ہے کہ سچی آزادی انقلاب سے ہی گزر کر حاصل کرنے کے بعد روشن مستقبل کی تعمیر کی جاسکتی ہے۔ ریاست جموں کشمیر کی نجات کا بھی یہی ایک راستہ ہے۔

انجام دے گی قومی جمہوری انقلاب ہی ریاستی عوام کی نجات کا صحیح، سچا اور واحد راستہ ہے۔ پارٹی اس راستہ پر سختی سے گامزن ہے اور اسی راستہ پر چل کر ایک مکمل آزاد و خود مختار جموں کشمیر کا قیام عمل میں لایا جائے گا۔

نئے سماج کا قیام

قومی جمہوری انقلاب کے آغاز کے ساتھ نئے معاشرے کی تعمیر کا کام بھی شروع ہو جائے گا اور ریاست کی مکمل آزادی کے بعد سائنسی سوشلزم کی بنیاد پر ایک نیا معاشرہ قائم کیا جائے گا۔ تمام ملکی ذرائع پیداوار کے مالک محنت کش عوام ہوں گے۔ ان کی محنت کا استحصال ختم کر دیا جائے گا اور وہ اس غیر طبقاتی مثالی و انقلابی معاشرہ پر رشک کرتے ہوئے ایک باوقار زندگی گزاریں گے۔

معاشی و اقتصادی پالیسی

انسانی زندگی کا دارومدار پیداوار پر ہے کیونکہ انسان کو زندہ رہنے کے لیے سب سے پہلے خوراک کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کے بعد اسے لباس، رہائش، تعلیم، علاج اور سیر و تفریح کا خیال آتا ہے۔ کسی بھی معاشرے کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ اس کے نظام معیشت کو سمجھا جائے۔ جس قسم کی معیشت ہوگی اسی طرح کا معاشرہ ہوگا اور ویسا ہی انسان پیدا ہوگا۔ اگرچہ سیاسی انقلاب کیساتھ معاشی و سماجی انقلاب کا آغاز ہو جائے گا لیکن سیاسی انقلاب کی کامیابی کے بعد غلامی کی تمام باقیات، جاگیردارانہ بوجھوں کو سماج کے بالائی ڈھانچہ (سیاسی، قانونی و تعلیمی وغیرہ) کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا جائے گا۔ ریاست میں بڑی جاگیریں نہیں ہیں لیکن درمیانی اور خاص کر چھوٹی جاگیریں ابھی بھی موجود ہیں اور کافی زمین ایسی بھی ہے جس کو مالکان خود کاشت نہیں کرتے ہیں۔ مزید برآں کچھ زمین بالکل کاشت ہی نہیں کی جاتی اور بے کار پڑی ہے۔ یہ زمین بلا معاوضہ ضبط کر لی جائے گی اور ایسے کسانوں اور محنت کشوں میں تقسیم کی جائے گی جن کے پاس اپنی کوئی زمین نہیں ہے یا بہت تھوڑی زمین کے مالک ہیں۔ زمین کی ملکیت دو قسم کی ہوگی ایک کوآپریٹو اور دوسری ریاست کے کنٹرول میں ہوگی۔ ریاست کی محکومی کی وجہ سے یہاں صنعتیں نہیں لگ سکی ہیں اور بڑی صنعتیں تو بالکل بھی نہیں ہیں۔ بہرحال یہاں چھوٹی صنعت بہت تھوڑے پیمانے پر ہے اور اس وقت تک مفید رہے گی جب تک سوشلسٹ معشیت مضبوط نہیں ہو جاتی اور اس کے بعد چھوٹی صنعتیں بھی اجتماعی ملکیت میں چلی جائیں گی۔ پارٹی یہ واضح کر دینا چاہتی ہے کہ عوام کو اپنی ضرورت کے مطابق نجی جائیداد رکھنے کا حق حاصل ہوگا تاہم نجی ملکیت کا بتدریج مکمل خاتمہ کیا جائے۔

بیانات کی حد تک ہی اعلان ہوئی تھی لیکن پاکستان نے **22** اکتوبر **1947** کو ریاست پر حملہ کر دیا اور **24** اکتوبر **1947** کو ایک طفیلی حکومت کا اعلان انہی لوگوں سے کروایا جو **4** اکتوبر **1947** کو ایک الگ حکومت قائم کرنے کا اعلان کر چکے تھے۔ان لوگوں نے یہ سارا کام پاکستان کے بنائے گئے ایک منصوبے کے تحت کیا تھا اور بعد میں پاکستانی فوجی آفیسرز نے اس حملے کو پوری طرح پلان کیا گیا فوجی آپریشن قرار دیا۔

جس کی مدد سے ریاست جموں کشمیر پر پاکستان نے قبضہ کرنا تھا۔ پاکستان نے اس منصوبے کے بعد اپنے حمایت یافتہ چند سیاسی عناصر کو نام نہاد آزاد کشمیر کے علاقوں سے مذہب کے نام پر اپنے ساتھ ملا لیا اور انکی مدد کے لیے ریٹائرڈ اور حاضر سروس فوجی اہلکاروں کی مدد کی۔آخر میں اس منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لیے قبائلی پٹھان (جو وزیرستان سے لائے گئے تھے) کو اپنے فوجی اہلکاروں کی قیادت میں ریاست جموں کشمیر میں داخل کر دیا۔

ریاستی فوج کے مسلم اہلکاروں نے بھی ریاستی فوج کے اندر ایک خفیہ گروپ تشکیل دے رکھا تھا جو قبائلی حملہ آوروں اور پاکستانی فوج کیساتھ مل کر لوٹ مار اور قتل و غارت گری میں ملوث ہو گیا۔اس منصوبے کو انگریزوں کی خفیہ حمایت بھی حاصل تھی لیکن اس منصوبے کو خفیہ طریقے سے پلان کیا گیا تھا۔پاکستانی فوج کے اہلکاروں کو سویلین کپڑوں میں عام شہریوں کے بھیس میں قبائلیوں کیساتھ ریاست میں داخل کیا گیا۔اس حملے نے ریاست کے اندر چلنے والی جمہوری حقوق کی تحریک سمیت ہر منصوبے کو تہس نہس کر کے رکھ دیا ریاست میں ایک طرف افراتفری اور قتل و غارت گری کا بازار گرم ہو گیا تو دوسری طرف مہاراجہ جو ہندوستان اور پاکستان کی طرف سے الحاق کی تجاویز مسترد کر کے ریاست کو آزاد اور خود مختار رکھنے کا اعلان کرتے ہوئے عملی اقدامات کر چکا تھا۔جس کا پاکستان نے مثبت جواب دیتے ہوئے معاہدہ پر دستخط کر کے ریاست میں ڈاک، تار، نمک تیل وغیرہ کی ترسیل شروع کر دی تھی۔ بعد میں پاکستان نے معائدہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ایک خفیہ منصوبے کے تحت ریاست پر حملہ کر دیا تھا۔اس اثناء میں مہاراجہ ہری سنگھ نے بھارت سے الحاق کی پیشکش کرتے ہوئے فوجی مدد چاہی۔ بھارت نے یہ پیشکش **27** اکتوبر **1947** کو مشروط طور پر قبول کر لی اور اعلان کیا کہ جب ریاست میں امن وامان بحال ہو جائے گا تو ریاستی عوام اپنے مستقبل کا فیصلہ خود کریں گے۔

اس طرح بھارتی افواج الحاق اور امداد کے بہانے ریاست جموں کشمیر میں داخل ہوگئیں جبکہ پاکستان نے ریاستی عوام کی جدوجہد آزادی کے بہانے اپنی افواج پہلے ہی داخل کر دیں تھیں۔اس طرح بتدریج پاکستان نے ریاست کے

1 زراعت

ملک میں زرعی انقلاب اور صنعتی انقلاب آپس میں لازم وملزوم ہیں۔زراعت معشیت میں ریڑھ کی ہڈی کا کام کرے گی۔چونکہ زراعت نہ صرف خوراک بلکہ بہت سی صنعتوں کا خام مال مہیا کرتی ہے اس لیے کوآپریٹو اور ریاستی زرعی فارمز قائم کیے جائیں گے تاکہ زرعی پیداوار کو بڑھایا جا سکے۔زراعت میں اچھے بیجوں اور مشینوں کا استعمال عام کیا جائے گا۔اور زرعی اجناس کی قیمتیں صنعتی اشیاء کی قیمتوں کی مناسبت سے طے کی جائیں گی۔

2 صنعت

موجودہ دور میں ملکی ترقی اور خوشحالی کے لیے صنعت کا قیام لازمی امر ہے۔ریاست میں ہر قسم کی معدنیات کثیر مقدار میں موجود ہیں۔ان کو بروئے کار لا کر ریاست کو مضبوط صنعتی ملک بنایا جائے گا۔لہذا ملک میں تیزی سے صنعتی انقلاب برپا کیا جائے گا۔رفاعی صنعت پر خاص توجہ دی جائے گی اور گھریلوی صنعتوں کی نجی ملکیت برقرار رکھتے ہوئے ان کی حوصلہ افزائی کی جائے گی۔صنعتی ترقی کی ترجیحات کے لحاظ سے چھوٹی صنعت پہلے , درمیانی صنعت دوسرے اور بھاری صنعت تیسرے درجے پر ہوگی۔اس طرح ملک ہر چیز کی پیداوار میں بہت جلد خود کفیل بنایا جا سکے گا اور بیروزگاری کا خاتمہ کر کے عوام کا معیار زندگی بلند کیا جائے گا۔

پانی کے وسائل

ریاست جموں کشمیر میں جگہ جگہ چھوٹے بڑے دریا اور ندیاں بہہ رہی ہیں ان سے بہت زیادہ استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ پارٹی پروگرام رکھتی ہے ملک میں ہزاروں چھوٹے، درمیانی اور بڑے ڈیم تعمیر کیے جائیں گے جن سے کثیر مقدار میں بجلی پیدا کی جائے گی۔اس وقت ریاست کے دونوں حصوں میں ہندوستان اور پاکستان نے کئی ڈیم بنا رکھے ہیں اور ریاست سے مفت بجلی حاصل کی جاتی ہے۔ان ڈیموں کو قومی تحویل میں لیا جائے گا اور بجلی کی پیداوار کو صنعتی اور گھریلو ضروریات کو پورا کرنے کے لیے استعمال کیا جائے گا۔اس کے علاوہ مچھلی بھی کافی مقدار میں پیدا کی جائے گی جو گھریلو ضروریات کو پورا کرنے کے بعد برآمد کی جائے گی اور اس طرح کافی زرمبادلہ کمایا جا سکے گا۔

4: جنگلات

ریاست جموں کشمیر کے طول وعرض میں وسیع اور گھانے جنگلات پائے جاتے ہیں جن سے بہت قیمتی لکڑی حاصل ہوتی ہے لیکن اس وقت بیرونی تسلط کی وجہ سے ان کی مناسب دیکھ بھال نہیں ہو رہی ہے۔جنگلات کو بڑی بیدردی

9: ٹیکس

ٹیکس کی لعنت جاگیرداری کی پیداوار ہے اور اس کا بوجھ ہمیشہ عوام الناس پر ڈالا جاتا ہے۔ پارٹی جاگیردارانہ اور سرمایہ دارانہ نظام کو ختم کرنے کی داعی ہے اس لیے ٹیکس کے نظام کو مرحلہ وار ختم کر دیا جائے گا۔

سیاسی پالیسی

جمہوریت جو انسان کے صدیوں کے تجربات کا نچوڑ ہے اور یہ فرد اور معاشرے کی ترقی کے لیے بہت ضروری ہے۔ جمہوریت سے مراد یہ ہے کہ ہر سطح پر فیصلہ عوام کریں، حکومت عوام کریں۔ یہی عوام اور ملک کے بہتر مفاد میں ہے۔ پارٹی عوامی جمہوریتوں کا نظام قائم کر کے اس کو ہر سطح پر عوامی فیصلوں کی بنیاد پر چلائے گی۔

1: جمھوری ریاست

ریاست جموں کشمیر مکمل طور پر ایک آزاد اور خودمختار جمہوری مملکت ہوگی۔ جس کی بنیاد قومیتوں اور لسانی گروہوں کی قومی وحدتوں کی جمہوریتوں کے رضاکارانہ اور مساویانہ اتحاد پر قائم ہوگی۔

2: اقتدار اعلیٰ

اقتدارِ اعلیٰ کے سرچشمہ عوام ہوں گے۔ نچلی سطح سے لیکر اعلیٰ سطح تک ریاستی طاقت کے تمام ادارے عوام کے منتخب کردہ ہوں گے اور عوام کے سامنے جوابدہ ہوں گے۔ ہر شہری کو بلا امتیاز رنگ، نسل، مذہب، عقیدہ و جنس (جو 18 سال کی عمر کو پہنچ گیا ہو) کو منتخب کرنے یا ہونے کا غیر مشروط حق حاصل ہوگا۔

3: آزادی اظھار

سوچ و فکر کو بیان و اظہار سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ آزادی اظہار سے مراد تحریر و تقریر کی آزادی ہے اور ہر فرد اپنی سوچ و فکر کا اظہار تحریر و تقریر کے ذریعے کر سکے خواہ یہ دوسروں کے عقائد و نظریات اور رسومات و روایات کے خلاف ہی کیوں نہ ہوں۔ پارٹی عوام کو ہر طرح کے آزادی اظہار کا یقین دلاتی ہے۔

داخلہ پالیسی

ریاست کی داخلہ پالیسی میں عوام کو ان کے جان و مال اور عزت و آبرو کا تحفظ کرنا اولین ترجیح ہوگی۔ داخلہ پالیسی کی بنیاد ہی نظم و ضبط، امن و امان اور عدل و انصاف پر قائم ہوگی۔

نوجوانوں میں انگڑائی لے رہی تھی۔ مقامی نوجوانوں کے پاس تعلیم ہونے کے باوجود ملازمت نہیں مل رہی تھی بلکہ ملازمتوں پر غیر ریاستی لوگ قابض تھے۔ اس لیے نوجوانوں نے "ملک ملکیوں کا" نعرہ بلند کیا اور تحریک کا آغاز کیا۔ یہ تحریک جموں کے تمام تعلیم یافتہ نوجوانوں سے ہوتی ہوئی کشمیری نوجوانوں میں مقبول ہوئی اور 1931 تک جاری رہی۔ اس تحریک کے عوامی مطالبات مندرجہ ذیل تھے۔

01: ملازمتیں دی جائیں۔

02: تعلیم کا انتظام کیا جائے۔

03: صحافتی آزادی ہونی چاہیے۔

04: ایسوسی ایشنز بنانے کا حق دیا جائے۔

05: نمائندہ قانون ساز اسمبلی ہونی چاہیے۔

1931 کے وسط تک جمہوری مطالبات کے حق میں جو احتجاجی تحریک چلی وہ مسلم فرقہ پرستی کا روپ دھارنے لگی۔ 1931 کے وسط میں عبدالقدیر نامی ایک ہندوستانی فرقہ پرست مسلمان نے فرقہ وارانہ اور مذہبی منافرت پھیلانے والی تقریر کی جس کی وجہ سے ریاستی پولیس نے اس شخص کو گرفتار کر لیا۔ عبدالقدیر نامی شخص (جو کسی برطانوی فوجی آفیسر کا خانساماں بتایا گیا ہے) پر مقدمہ چلایا گیا تو عدالت میں پیشی والے دن کشمیری مسلمانوں نے ہنگامہ کرتے ہوئے عدالت پر حملہ کر دیا اور دروازہ توڑ کر عدالت میں داخل ہونے کی کوشش کی تو پولیس نے گولی چلا دی۔ 21 افراد پولیس کی گولیوں کا شکار ہوئے اور متعدد زخمی ہوئے مگر کسی منظم سیاسی تنظیم کے فقدان کے باعث یہ تحریک کامیاب نہ ہو سکی۔ اب ریاست میں باضابطہ سیاسی تنظیم کی ضرورت کو محسوس کیا گیا۔

15 اکتوبر 1932 کو جموں کشمیر مسلم کانفرنس کے نام سے سیاسی پارٹی بنائی گئی۔ چونکہ مسلم کانفرنس ایک طرف تو مسلمانوں کے بالائی طبقات کی نمائندہ جماعت تھی اور دوسری طرف مسلم فرقہ پرستی کی طرف جھکاؤ رکھتی تھی۔ اس لیے دوسرے مذاہب کے لوگ اس تنظیم میں شامل ہونے کے لیے تیار نہیں تھے۔ ان وجوہات کی بنا پر 11 جون 1939 کو مسلم کانفرنس کا نام تبدیل کر کے نیشنل کانفرنس رکھ دیا گیا۔ جو سچے وطن پرست اور عوام دوست اس پارٹی کو جمہوری حقوق اور عوامی آزادی کی جدوجہد کرنے والی پارٹی بنانا چاہتے تھے وہ یہ دیکھ کر بہت مایوس ہوئے کہ اس پارٹی کی نظریں ملک کے باہر لگی ہوئی ہیں اور پارٹی مکمل طور پر انڈین نیشنل کانگریس کی دم چھلہ بنی ہوئی ہے۔ یہ بات

6: جیل خانہ جات

جیل کا اصل مقصد مجرم وملزم کی اصلاح ہونا چاہیے نہ کہ انہیں انتقام کے لیے اذیتیں دینا۔جیلوں کے موجودہ نظام کو سرے سے ہی ختم کر دیا جائے گا اور اس کی جگہ مجرموں کی اصلاح کے لیے اصلاحی ادارے قائم کیے جائیں گے۔

خارجہ پالیسی

کسی ملک کی خارجہ پالیسی اس ملک کے اندر معاشی اور داخلہ پالیسیوں ہی کی ترجمان اور ان کا عکس ہوتی ہے۔ نیا جموں کشمیر امن پسند ملک ہوگا اس لیے ایک امن دوست، آزاد اور غیر وابستہ ترقی پسند خارجہ پالیسی اختیار کی جائے گی۔ جو ہماری آزادی، معاشی خودمختاری، آزاد معاشی نشوونما، اس خطے اور دنیا بھر میں امن کی ضمانت دینے، ہر طرح کی بالادستی، غیر منصفانہ اقتصادی نظام , جدید نوآبادیاتی لوٹ کھسوٹ، علاقائی کشیدگی اور فوجی محاذ آرائی اور نیوکلیائی اسلحہ کے خاتمے کے لیے جدوجہد ہوگی۔ تاکہ منصفانہ اور مساویانہ خطوط پر عالمی تعاون کو فروغ مل سکے۔

سماجی پالیسی

سماجی پالیسی کا مقصد عوام کی فلاح و بہبود ہوگا۔ ملک میں پیدا کی جانے والی دولت کے مالک عوام ہوں گے اور یہ دولت عوام کو زندگی کی سب سہولتیں مہیا کرنے کے لیے صرف ہوں گی۔ سماجی پالیسی کی بنیاد ملک وقوم کی ترقی، خوشحالی، انصاف اور مساوات پر رکھی جائے گی۔

1: کام کا حق

انسان کی سب سے بڑی آزادی یہ ہے کہ وہ بھوک سے آزاد ہو اور یہ تب ہی ممکن ہے کہ ریاست کی طرف سے ہر فرد کو روزگار کی ضمانت ہو۔ ہر فرد کو اہلیت کے مطابق کام اور اجرت ملے اور اجرتوں میں زیادہ فرق نہ ہو۔ اجرت کم از کم اتنی ضرور ہونی چاہیے کہ ہر فرد باعزت زندگی بسر کر سکے۔ پارٹی عوام کیساتھ عہد کرتی ہے کہ ہر فرد کو صلاحیت کے مطابق روزگار کی ضمانت ہوگی اور کام کے مطابق اجرت دی جائے گی۔

2 رہائش

ہمارے موجودہ سماج میں کچھ لوگ تو محلوں میں رہتے ہیں لیکن غریب عوام کو جھونپڑیاں بھی میسر نہیں ہیں۔ ریاست کا فرض بنتا ہے کہ عوام کی رہائش کا بندوبست کرے۔ نئے سماج میں عوام کو رہائش کے لیے مکانات مفت تعمیر کر کے دیے جائیں گے۔

جموں کشمیر اقصائے تبتہا کیساتھ معائدات کرنے کی تجاویز پیش کیں جسے قبول کرتے ہوئے پاکستان نے معائدہ قائمہ **Stand still agreement** کر لیا جبکہ ہندوستان نے اس سلسلے میں مزید وقت مانگا۔ ریاست کے آخری ڈوگرہ حکمران مہاراجہ ہری سنگھ نے ہندوستان کی تقسیم سے یعنی 14 اگست 1947 سے لیکر 22 اکتوبر 1947 تک ریاست کو آزاد وخودمختار رکھا۔ لیکن 22 اکتوبر 1947 کو پاکستان نے ایک منظم منصوبہ بندی کے تحت اپنے حاضر سروس اور کچھ ریٹائرڈ فوجی افسروں کی قیادت میں قبائلی لشکروں کے ذریعے ریاست پر حملہ کر دیا۔ 22 اکتوبر کے اس حملے نے فرقہ واریت کی آگ کو پورے جموں میں پھیلا دیا اور ایسا لگ رہا تھا کہ پاکستان نے ریاست پر جو حملہ کیا ہے اس کے مقاصد میں جموں کے مسلم اکثریتی علاقوں پر قبضہ کرنا اور ہندو اکثریتی علاقوں کو انڈیا کی طرف دھکیلنا شامل تھا۔ اس کی بڑی وجہ یہ نظر آ رہی تھی کہ حملہ آوروں اور ان کے مقامی سہولت کاروں کا سب سے بڑا ٹارگٹ سویلین غیر مسلم آبادی تھی۔ پاکستان کے منصوبہ سازوں کو یہ علم تھا کہ جموں کے جن علاقوں میں مسلم آبادی اکثریت میں ہے یہاں سے ہندوؤں اور سکھوں کا قتل عام ان کو ہندو اکثریتی علاقوں کی طرف دھکیلے گا تو ہندو مسلم فسادات کے نتیجے میں ہندو اکثریتی علاقوں میں مسلم آبادی کا قتل عام ہوگا اور مسلمانوں کو وہاں سے نکال دیا جائے گا۔ ہوا بھی یہی 06 نومبر کو جموں کے ہندو اکثریتی علاقوں میں مسلمانوں کا قتل عام شروع ہوا اور وہ پاکستان کی طرف ہجرت پر مجبور ہوئے۔

اس حملے کے ذریعے پاکستان نے ریاست کے دو حصوں (جنھیں بعد میں آزاد کشمیر اور گلگت بلتستان کا نام دیا گیا) پر قبضہ کر لیا۔ اس طرح پاکستان نے جموں صوبہ کے ایک ضلع میرپور اور ضلع پونچھ کی دو تحصیلوں پر بھی قبضہ کر لیا جس میں صوبہ کشمیر کی ایک تحصیل مظفرآباد بھی شامل تھی۔

گلگت بلتستان کو لوکل فوجی بغاوت کے ذریعے پاکستان نے اپنے کنٹرول میں لے لیا اور آج تک الگ تھلگ نظام کے تحت رکھا گیا ہے۔

صوبہ جموں کے ضلع میرپور اور ضلع پونچھ کی دو تحصیلوں باغ، سدھنوتی اور صوبہ کشمیر کی تحصیل مظفرآباد پر مشتمل حکومت کا اعلان 04 اکتوبر 1947 کو مقامی سہولت کاروں کے ذریعے کروایا گیا۔ پہلے مرحلے پر مقامی لوگوں کی مدد سے بظاہر گڑبڑ بھی کروائی گئی۔ مذہبی فرقہ پرستی اور منافرت پھیلا کر مقامی غیر مسلم آبادی کو قتل و غارت گری کا نشانہ بنایا۔ 04 اکتوبر 1947 کی حکومت کو حتمی شکل 24 اکتوبر 1947 کو دی گئی جو ایک طفیلی اور پاکستان کی سہولت کار

بننے کے لیے خود تربیتی کے عمل سے گزرنا بھی ضروری ہے۔اس مقصد کے لیے لائبریریاں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ ہمارے ملک میں پسماندگی کی وجہ سے لائبریریوں کی سخت کمی ہے۔نئی ریاست میں پبلک لائبریریوں کے ساتھ ساتھ سکولوں اور کالجوں کی لائبریریوں کو بھی معیاری بنایا جائے گا۔اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے ہر دیہات ہر فیکٹری اور ہر سیکٹر میں اچھی پبلک لائبریریاں کھولی جائیں گی۔اس کے علاوہ بڑے شہروں اور چھوٹے قصبوں میں اعلیٰ معیار کی لائبریریاں قاہم کی جائیں گی۔

7 بڑھاپے کی پنشن

ریاست کے ہر شہری نے خواہ کسی بھی حثیت سے کام کیا ہو اس کا کام معاشرے میں تعمیر و ترقی کا باعث بنتا ہے۔اس لیے ریاست کا فرض بنتا ہے کہ وہ اس کے مستقبل کو محفوظ اور پر وقار بنائے۔نئی ریاست میں ساٹھ سال کی عمر پوری ہونے پر ریاست ہر شہری کو پنشن دے گی۔

8 عورت کا مقام

انسانی سماج عورتوں کی پوری شرکت کے بغیر ترقی نہیں کر سکتے۔اس لیے ضروری ہے کہ مرد اور عورت ملکی ترقی میں پوری طرح حصہ لیں۔اور دونوں کو ہر طرح سے معاشرے میں برابری کے حقوق حاصل ہوں۔ ہمارے معاشرے میں ابھی تک جاگیردارانہ سوچ موجود ہے اور عورت کیساتھ امتیازی سلوک کیا جاتا ہے۔جو انسانی اخلاقیات اور قانونی اعتبار سے بھی درست نہیں ہے۔عورتوں کو مردوں کی سطح پر لانے کے لیے مندرجہ ذیل اقدامات کیے جائیں گے۔

.1 زندگی کے تمام شعبوں میں عورتوں کی بلاتمیز شرکت۔

.2 ایک جیسے کام کے لیے مردوں اور عورتوں کو ایک جیسی برابر اجرت دی جائے گی

.3 زچگی کے دوران مناسب وقت تک اجرت سمیت چھٹی دی جائے گی۔

.4 عورتوں کو سماج میں ہر طرح سے مردوں کے برابر حقوق حاصل ہوں گے۔

09 مذھب

ہر شخص کو بلا امتیاز مذہب و فرقہ مساوی حقوق حاصل ہوں گے۔ ریاست کے کسی بھی شہری سے اس کے عقیدے کی بنیاد پر کوئی تفریق نہیں برتی جائے گی۔ ہر فرد کو اپنے مذہبی عقیدہ کے مطابق مکمل آزادی ہوگی۔ ریاست فرد کے مذہبی معاملات میں قطعاً مداخلت نہیں کرے گی۔

جامبو اور لوچن خاندان سے ہے۔گلاب سنگھ 1822 کو جموں کا حکمران بنا تو اس زمانے میں پورا خطہ چھوٹی چھوٹی 22 خاندانی ریاستوں میں تقسیم تھا جس کی کوئی طے شدہ سرحد تو نہیں تھی لیکن یہ جاگیردارانہ راجواڑہ شاہیاں تھیں۔ گلاب سنگھ نے ایک دفعہ پھر کوشش کر کہ ان ساری جاگیرداروں کی ریاستوں کو ختم کر کے پورے جموں کو ایک مرکز کے انتظام کے تحت لایا۔گلاب سنگھ نے جموں کی سرحدوں کو مزید وسعت دیتے ہوئے پہلے لداخ بلتستان بعد ازاں ہنزہ،نگر اور چترال کی شاہی ریاستوں پر قبضہ کر کے جموں کا حصہ بنالیا تھا۔

3- لداخ اور گلگت بلتستان

ریاست جموں کشمیر کا تیسرا خطہ جو رقبے کے لحاظ سے سب سے بڑا اور جغرافیائی اہمیت میں بہت زیادہ (strategical) حکمتِ عملی والا علاقہ لداخ اور گلگت بلتستان پر مشتمل ہے۔لداخ کا علاقہ 1834 سے جموں کا حصہ بن جاتا ہے جو کہ ڈوگرہ فوج نے کئی خون ریز جنگوں کے بعد حاصل کیا تھا۔تبت اور جموں کی فوجوں میں اس علاقے پر جھڑپوں کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔مگر 1842 کو تبت اور جموں کی حکومتوں کے درمیان ایک معائدہ جسے چوشل (chushal) معائدہ کہا جاتا ہے ہوا۔جس میں لداخ اور بلتستان کے موجودہ علاقوں کو جموں کی ریاست کا حصہ تسلیم کر لیا گیا۔اس سے پہلے یہ علاقے تاریخی طور پر تبت کی بادشاہت کا حصہ تھے۔لیکن ساتویں عیسوی کے ابتدائی دور میں چین اور تبت کی فوجوں کے درمیان کئی سالوں تک جنگ جاری رہی جس کے نتیجے میں یہ علاقے چھوٹی چھوٹی الگ بادشاہتوں میں بٹ گئے جن کے حکمران مقامی تھے۔

تاریخی طور پر ان علاقوں پر کبھی کسی مقامی طاقتور حکمران نے حملہ کر کے ایک بادشاہت کے انتظام کے تحت کر دیا تو کبھی یہ علاقے پھر چھوٹی چھوٹی بادشاہتوں میں بٹ جاتے تھے۔ قدیم زمانے میں ان علاقوں پر مشتمل دردستان، بلاورستان اور بروشال کے نام سے بھی بادشاہتیں قائم رہیں ہیں۔

ڈوگرہ حکمرانوں نے ریاست کے اس شمالی خطہ کو دو حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا جن میں لداخ وزارت اور گلگت وزارت کے نام سے دو انتظامی یونٹ وزیر وزارت کے ماتحت کام کرتے تھے۔ وزیر وزارت ہی ان علاقوں کے انتظامی امور کے نگران ہوا کرتے تھے۔ ان وزارتوں کو چھ مزید انتظامی یونٹس میں تقسیم کیا گیا تھا۔ 1947 میں لداخ کے دو اضلاع لیہ اور کارگل ہندوستان جبکہ بلتستان اور گلگت کے علاقے پاکستان کے قبضہ میں آگئے تھے۔ پاکستان نے جموں کشمیر اور گلگت بلتستان کو 1947 سے الگ تھلگ کر کے رکھا ہوا ہے۔جبکہ ہندوستان نے بھی 5 اگست 2019 کو

عوامی ملیشیاء

عوامی ملیشیاء ہماری جدوجہد آزادی کے دوران بہت مفید ثابت ہوگی اور آزادی کے بعد اس کی افادیت کم نہیں ہو گی۔اس لیے مناسب وقت پر عوامی ملیشیاء کو منظّم کیا جائے گا۔جس کا کام قومی تحریک آزادی کیساتھ پوری طرح تعاون کرنا ہوگا۔مزید برآں عوامی ملیشیاء عوام کی خدمت کرنا اپنا فرض خیال کرے گی۔

دفاع

موجودہ دور میں اپنے وطن کا دفاع بیدار اور منظّم عوام خود کرتے ہیں۔عوام کے تعاون اور حمایت کے بغیر ملکی دفاع ممکن نہیں لیکن دفاعی افواج کا ہونا بھی لازمی ہے ریاست میں عوامی فوج کا قیام عمل میں لایا جائے گا۔بہری اور فضائی افواج کو جدید تقاضوں کے مطابق منظّم کیا جائے گا اور انکو ہر لحاظ سے مضبوط بنایا جائے گا۔عوامی فوج کے عوام کیساتھ قریبی بندھن ہوں گے اور فوج کے آفیسرز کو سپاہیوں کی کمیٹیوں کے ذریعے چنا جائے گا۔فوج کی صفوں میں جمہوریت قائم کی جائے گی،آفیسروں اور سپاہیوں کیساتھ برابری کی بنیاد پر سلوک کیا جائے گا۔

باغ نما شہر

شہروں کو زندگی افروز ہونا چاہیے اور ان کو ثقافت کا مرکز اور تہذیب وتمدن کا گہوارہ ہونا چاہیے۔لیکن ریاست میں موجود شہروں کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔حقیقت یہ ہے کہ یہ شہر نہیں بلکہ گندگی کے ڈھیر اور منڈیاں ہیں جہاں زندگی کی کوئی نشوونما نہیں ہوتی بلکہ یہ بنجر شہر ہیں۔ان شہروں میں روزگار،اچھی رہائش،تعلیم،علاج معالجہ اور دیگر سہولتوں کا فقدان ہے۔یہ شہر مسائل کی آماجگاہ بن چکے ہیں جن مسائل کو حل کرنے والا کوئی نہیں ہے۔اس لیے عوام نہایت پسماندگی،غربت اور کسمپرسی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔یہ سارے شہر موجودہ دور کے تقاضے پورے کرنے سے قاصر ہیں۔اس لیے نئی ریاست میں ان سارے شہروں کو صاف کر کے نئے سرے سے نئے طرز کی تعمیرات کی جائیں گی۔نئی ریاست میں شہروں کی منصوبہ بندی اس انداز سے کی جائے گی کہ کم از کم پچاس فیصد رقبہ سبزہ زاروں، پارکوں،باغات اور کھیل کے میدانوں کے لیے مختص ہوگا۔شہروں میں عوام کے لیے اعلیٰ اور کشادہ مکانات اور فلیٹ تعمیر کیے جائیں گے جن میں تمام جدید سہولتوں کا بندوبست کیا جائے گا۔شہر کے ہر سیکٹر میں پھلوں اور سبزیوں کے باغات لگائے جائیں گے۔عوام کی ذہنی وجسمانی نشوونما کے لیے سکول،کالج،یونیورسٹیاں،لائبریریاں،اسٹڈیم، جمنازیم،موسیقی وسینما گھر،تھیٹرز،تاریخی اور سائنسی عجائب گھر،اور چڑیا گھروں کی تعمیر کی جائے گی۔مزید برآں صحت

غیر طبقاتی اور استحصال سے پاک معاشرے کے قیام سے اٹوٹ طور پر وابستہ ہوتے ہوئے یہ سمجھتی ہے کہ ہماری ریاست کے عوام کے لیے پارٹی کا نظریہ انہیں بیرونی تسلط سے نجات دلا کر عظیم کامیابی سے ہمکنار کرے گا۔

ریاست جموں کشمیر کا تاریخی پس منظر

گو کہ ریاست جموں کشمیر کی تشکیل 1846 کے معائدہ امرتسر کے نتیجے میں ہوئی۔اس حساب سے ریاست جموں کشمیر کی کوئی طویل تاریخ تو نہیں ہے لیکن اس ریاست میں شامل اکائیوں کی اپنی اپنی علیحدہ تاریخ کافی طویل ہے۔اس ریاست میں شامل مختلف خطوں پر مشتمل یہ علاقائی شناخت تاریخ میں پہلی بار قائم ہوئی اور ایک سیاسی نظام کے ماتحت آنے والی یہ علاقائی شناخت ان خطوں پر مشتمل اپنی نوعیت کی منفرد ریاست کی شکل میں سامنے آئی جو مختلف زبانوں، مذاہب اور علاقائی لحاظ سے علاقائی شناختوں کا حسین امتزاج ہے۔ریاست جموں کشمیر اس وقت تین اکائیوں میں تقسیم ہے۔

1-خطہ کشمیر

تاریخی پسِ منظر

ریاست جموں کشمیر میں شامل کشمیر کا خطہ اپنی طویل ترین تاریخ کا حامل خطہ ہے جو لکھی گئی شکل میں موجود پانچ ہزار سالہ تاریخ کا دعویدار ہے۔ریاست جموں کشمیر کا کشمیری بولنے والا یہ خطہ قدیم زمانے سے ایک آزاد اور خودمختار ملک چلا آرہا ہے جس پر سال 1339 تک اکیس خاندانوں نے حکومت کی ہے۔تیسری صدی قبل مسیح کے وسط میں ہندوستانی حکمران اشوک نے کشمیر پر قبضہ کر لیا تھا۔غالباً یہ پہلا موقع تھا کہ کشمیر بیرونی تسلط کے نیچے آگیا۔اشوک کی وفات کے بعد کشمیر کی آزادی اور خودمختاری بحال ہوگئی تھی اور سال 1586 تک آزاد ملک کی حیثیت سے مقامی حکمران حکمرانی کرتے رہے۔اس کے بعد کشمیری خطہ کی غلامی کی تاریخ شروع ہوتی ہے۔1586 سے 1752 تک خطہ کشمیر پر ہندوستانی مغلوں کی حکومت قائم رہی اور 1752 سے 1819 تک خطہ کشمیر پر افغانیوں کا قبضہ رہا۔ 1819 سے 1846 تک کشمیر پر پنجاب کے خالصہ دربار کا قبضہ رہا اور 1846 سے 1947 تک کشمیر جموں کی ریاست میں شامل ہو کر ایک نئی ریاست کا حصہ بن جاتا ہے۔

شمالی ہندوستان پر انگریزوں کے قبضے نے 1846 کے اوائل میں پنجاب کی آزاد ریاست کو شکست دیکر اس پر قبضہ کر لیا اور اس طرح کشمیر بھی پنجاب کے شکست خوردہ حکمرانوں نے تاوان جنگ کے بدلے 9 مارچ 1846 کے معائدہ

کے برابر لایا جائے گا۔جس سے شہر اور دیہات کا فرق مٹ جائے گا اور اس طرح دیہات کے رہنے والے بھی صحیح انسانی زندگی گزاریں گے۔

نئے معاشرے کا قیام

"فلاسفروں نے اب تک دنیا کی تشریح کی ہے لیکن اصل کام تو اسے تبدیل کرنا ہے۔"

فطرت کے نظام میں ہر لمحہ پرانے کی موت اور نئے کا جنم ہو رہا ہے۔سماج میں بھی اسی طرح ہر لمحہ پرانے کی موت اور نئے کی پیدائش ہو رہی ہے۔کائنات میں ہر پرانی چیز کو تاریخ کے ملبے میں پھینک دیا جاتا ہے اور اس کی جگہ نئی چیز لے لیتی ہے۔یہ تبدیلی اور ارتقاء کا عمل ہے، ہر چیز میں تبدیلی اور ارتقاء جاری ہے اور جاری رہے گا۔

انسان نے ہمیشہ ایک خوبصورت،عظیم اور مثالی معاشرے کے خواب دیکھے ہیں جس میں وہ خوشحال اور باعزت زندگی بسر کرے،بہتر زندگی اور انصاف کی تلاش میں انسانی سماج کا ارتقاء ہوا ہے جس کے حصول کے لیے جدوجہد آج بھی جاری ہے اور ہمیشہ جاری رہے گی۔اچھی زندگی اور انصاف کے لیے جدوجہد صرف یہی نہیں کہ انسان ارتقاء کی منازل طے کرتا رہے گا بلکہ اس جدوجہد کے دوران وہ کائنات کے مخفی اور سربستہ رازوں کی دریافت کرتا اور سمجھتا ہے جو انسانی فطرت اور کائنات کا حصہ ہے وہ زندگی کے لیے تمام چیزیں اپنے پیداواری عمل کے ذریعے فطرت سے حاصل کرتا ہے وہ اپنے عمل سے کائنات کو تبدیل کرتا ہے اور ساتھ ساتھ خود بھی تبدیل ہوتا جاتا ہے۔لیکن اس تبدیلی اور ارتقائی سفر کے دوران انسان نے بے پناہ مصیبتیں اٹھائی ہیں،ظلم برداشت کیے،قربانیاں دیں،مختلف قسم کی مخفی قوتوں سے نبرد آزما ہوا اور انہیں فتح کرتا ہوا آگے بڑھتا رہا۔انسان نے اپنے تاریخی ارتقاء کے دوران اس طرح کی لاکھوں کروڑوں چھوٹی چھوٹی لڑائیاں لڑی ہیں اور ابھی تک لڑ رہا ہے لیکن اس کی بڑی جنگ فطرت کے خلاف ہے جسے اس نے تبدیل اور تسخیر کرنا ہے۔

کیا جموں کشمیر کی مکمل آزادی کے بغیر نئے معاشرے کا قیام ممکن ہے؟نہیں، ہرگز نہیں یہ ممکن نہیں ہوسکتا،جموں کشمیر کی مکمل آزادی کے بعد ہی نیا معاشرہ تعمیر کیا جاسکتا ہے جس میں عوام کو مکمل سیاسی اور معاشی آزادی حاصل ہو لیکن جب تک جموں کشمیر آزاد نہ ہو جائے،عوام کی اپنی حکومت نہ ہو اور ایک ترقی یافتہ،منصفانہ اور غیر طبقاتی معاشرہ قائم نہ ہو جائے،ایک ایسا معاشرہ جس میں ہر فرد کو بنیادی ضروریاتِ زندگی میسر ہوں اور چند لوگوں پر مشتمل ایک مٹھی بھر گروہ کو عوام کی اکثریت کی قیمت پر عیاشی کرنے کا حق نہ ہو جس میں ہر فرد کو ترقی کرنے کے برابر مواقع حاصل ہوں اور جس

قومی جمہوری انقلاب

ایک نوآبادیاتی معاشرے میں سیاسی و معاشی حقوق کا تصور محال ہے۔ریاست جموں کشمیر کی حالت پاکستان اور بھارت کی نوآبادی کی ہے اور ریاست جموں کشمیر کے دونوں مقبوضہ حصوں میں عوام الناس نہایت ذلت،افلاس اور پسماندگی کی زندگی بسر کر رہے ہیں اور انھیں کسی قسم کے حقوق حاصل نہیں ہیں۔نوآبادیاتی نظام کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے اور قابض قوتوں کو ریاست سے بے دخل کرنے کے لیے قومی آزادی کا راستہ ہی ریاستی عوام کی حقیقی آزادی کا ضامن بنے گا۔ریاست کے موجودہ سیاسی،معاشی،سماجی،معروضی اور موضوعی حالات کا تقاضا ہے کہ اس تاریخی مرحلہ پر پارٹی تمام محبِّ وطن،عوام دوست،ترقی پسند اور سچی جمہوریت پسند قوتوں سے وسیع تر اتحاد کر کے قومی جمہوری انقلاب کے تاریخی فریضہ کی تکمیل کرے۔قومی جمہوری انقلاب کی تعمیر کیے بغیر سچی سیاسی،معاشی اور معاشرتی آزادی ممکن نہیں۔یہ انقلاب صرف مزدور طبقے اور نچلے درمیانی طبقے کے ہی مفاد میں نہیں بلکہ درمیانی طبقے اور وسیع تر عوام کے مفاد میں ہے۔پارٹی کو محنت کشوں،محبِّ وطن،ترقی پسند قوتوں،عورتوں اور طلبہ کو بھی تاریخی کردار ادا کرنے کیلئے تیار کرنا ہوگا۔

پارٹی اور نظریہ

جموں کشمیر پیپلز نیشنل پارٹی ریاستی عوام کے سیاسی و نظریاتی شعور کو بلند کرنے کی بھرپور جدوجہد کر رہی ہے اور ترقی پسند نظریات کو اپنانے،فرسودہ خیالات کو ترک کرنے میں ان کی مدد کرتی ہے اور ہر قسم کی جہالت،تنگ نظری اور تعصب کے خلاف برسرپیکار ہے۔پارٹی عوام کے اندر جمہوری سوچ کو اپنانے اور فروغ دینے کی مسلسل کوششیں جاری رکھے گی۔پارٹی عوام کی صفوں میں اتحاد، یک جہتی،دوستی اور بھائی چارے کو فروغ دے گی تاکہ ریاستی عوام متحد و منظّم ہو کر عظیم کامیابی سے ہمکنار ہوسکیں۔

جوں جوں ریاست جموں کشمیر کے عوام اپنی قومی نجات کی جدوجہد تیز کر رہے ہیں بیرونی دنیا خاص کر ہندوستان اور پاکستان کے اندر اس کے اچھے اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔ان ممالک کے غریب عوام، چھوٹی کچلی ہوئی قومیتوں کی طرف سے ریاست جموں کشمیر کے عوام کی قومی آزادی کی جدوجہد کی حمایت میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔پاکستان اور بھارت کی آزادی پسند، جمہوریت اور انصاف پسند قوتیں اب کھل کر ریاستی عوام کے جمہوری حقوق کی حمایت کر رہی ہیں،مزید برآں پڑوسی ممالک بھارت اور پاکستان میں اس وقت سیاسی و معاشی بحران دن بدن مزید